AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

A CRITICAL AND ARTISTIC ANALYSIS OF DR. MUHAMMAD IQBAL'S POETRY

ڈاکٹر محمد اقبال کی شاعری کا فکری و فنی جائزہ

Sumaira Rashid
MPhil Urdu Scholar, Superior University, Faisalabad
Dr. Azim Ullah Jandran
Assistant Professor, Dept of Urdu, Superior University, Faisalabad

Abstract:

Dr. Muhammad Iqbal's poetry masterfully blends thought and artistic expression, using familiar metaphors and themes to convey profound philosophical ideas. His poetry served as a wake-up call for a complacent Muslim society, urging self-awareness, unity, and revival of Islamic values. Works like Shikwa and Jawab-e-Shikwa uniquely address the decline of Muslims, while poems like Naya Shiwala and Shams-o-Shaer reflect nationalism and spiritual awakening. Iqbal's innovative imagery, deep allegories, and engaging narratives, as seen in Ek Jugnu Aur Parinda and Haqiqat-e-Husn, highlight his poetic and intellectual excellence. His verses inspire resistance against oppression, social reform, and a return to Islamic ideals, making his poetry a timeless source of motivation for Muslim identity and revival.

Keywords:

Iqbal's Poetry & Philosophy, Islamic Revival & Unity, Metaphors & Symbolism, Shikwa & Jawab-e-Shikwa, Nationalism & Social Reform, Spiritual Awakening, Innovative Allegories, Iqbal's Influence on Muslim Identity

شاعری میں دو باتیں اہم ہوتی ہیں فکر اور فن۔ فکر، ایک کمرے کی مانند ہے جس کو فن سجاتا ہے۔ اقبال کی شاعری فن اور فکر دونوں حوالوں سے مزین ہے۔ بوالہوس قوم سو سال سے ہوس بازی میں مشغول اور کئی سو سال سے عیش پرستی اور غفلت و سکون کی زندگی کی مفتون ہو رہی تھی۔ مذاق بگڑے ہوئے تھے۔ قوم کے مایہ ناز، چشم متاں کے مجروح، خم ابرو کے شہید، بے کار، نادار، بے پندار سے سرشار، غفلت کی شراب سے مخمور، دنیا و مافیہا سے بے خبر، زمانے کی چال سے ناآشنا، بے اعتنائی کے سرور میں پڑے ہوئے تھے اور ان حالات میں شنوائی اور کام کی بات کی شنوائی مشکل نظر آتی تھی۔ فلسفی دماغ نے سامعین کے مذاق کو ملحوظ خاطر رکھنے میں حکم تاثیر دیکھا۔ قوم کو اس خوابِ غفلت سے جگانا ضروری تھا۔ ان کی ان سرمستیوں میں انہیں ہوش میں لانا لازمی تھا۔ تقاضائے وقت سے وہی پرانی مجلسیں گرما دیں۔ وہی راگ، وہی رنگ، وہی نالوں اور اکبر کی چٹکیوں سے کچھ کچھ جاگ رہے تھے۔ اپنے پرانے مذاق کے موافق حسن و عشق کی سُریں سن کر اٹھ بیٹھے ہیں اور شاعر یقین کرتا ہے کہ یہ لوگ زبان کی چاشنی سے لذت پا کر نئے مذاق کی حقیقت سے آپ ہی آشنا ہو جائیں گے۔ میدان ہی میں نکل آئیں گے۔ اسلام کی روایات کو سامنے رکھ کر خلوص کے راستے پر قدم بڑھائیں گے اور نورِ توحید جہان میں پھیلا کر کفر و استبداد کی ظلمت کا پردہ اٹھا دیں گے، محبت و اخوت کے نقش پہنائے عالم میں جما دیں گے۔

ڈاکٹر محمد اقبال اعلیٰ قومی جذبات بیان کر رہے ہیں اور وہی ہوس ناکی کی اصطلاحیں، وہی حسن و عشق کی زباں، وہی استعارے، وہی تشبیہات، وہی رنگ، وہی راگ، وہی سُریں استعمال کرتے ہیں۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال مسلمانوں کی بے بضاعتی، ناداری کی شکایتیں، اِن کی خواری، رسوائی پر اشک افشانیاں کرتے ہیں اور سب کچھ کس ادا سے کس انداز سے، عشق کی شیوہ بیانیوں کے لہجے ہیں، حسن کے راز و نیاز کے پردے میں بیان ہو رہا ہے:

تِری محفل بھی گئی چاہنے والے بھی گئے
شب کی آہیں بھی گئیں صبح کے نالے بھی گئے

دِل تجھے دے بھی گئے اپنا صلہ لے بھی گئے
آ کے بیٹھے بھی نہ تھے اور نکالے بھی گئے
آئے عشاق گئے وعدۂ فردا لے کر
اب انھیں ڈھونڈ چراغِ رخِ زیبا لے کر(۱)

خیال بندی میں اقبال نے جدت طرازیاں کی ہیں جو اسی کا حصہ ہیں۔"نیا شوالہ" ہندو مسلم اتحاد کی ایک نادر رنگ آمیزی ہے اِس میں خیال کی بلندی اور نقش کی شوخی بے انتہا دل کش ہیں۔"شمس وشاعر" میں ملی اور سیاسی مضمون بندی کا ایک بلند پایہ نمونہ ہے۔

"شکوہ جواب شکوہ" میں ایک اچھوتا انداز ہے۔قوم کی گزشتہ عظمت، موجودہ ہستی اور دل افزا مستقبل پر خدائے عزوجل سے بات چیت کر کے ایک لطیف کنایہ سے دم کو ابھارنے کی کوشش کی ہے۔"آفرینش محبت" اور "عشق ومحبت" کے مرقع عدیم المثال ہیں۔"ایک جگنو اور پرندہ" پہلا شعر ملاحظہ فرمائیے:

سر شام ایک مرغِ نغمہ پیرا
کسی ٹہنی پہ بیٹھا گا رہا تھا(۲)

پوری نظم میں خیال بندی کی خوب صورت صناعی ہے۔کیا ہی مرقع سجایا ہے۔ ہم آہنگی سے ہے محفل جہاں کی۔سنانے اور سمجھانے کی بات ہے۔شاعری کی طبع رسانے جگنو اور پرندہ کی سیدھی سادی کہانی میں دلچسپ مکالمہ سے زندگی کے اعلیٰ اصول بیان کیے ہیں۔"حقیقتِ حسن" نظم حسن اور لطافت کی حکمت آموز سحر آفرینیاں ہیں:

خدا سے حسن نے اک روز یہ سوال کیا
جہاں میں کیوں نہ تو نے مجھے لازوال کیا
ملا جواب کہ تصویر خانہ ہے دنیا
شب دراز عدم کا فسانہ ہے دنیا
ہوئی ہے رنگ تغیر سے جب نمود اس کی
وہی حسین ہے حقیقت زوال ہے جس کی(۳)

کیا ہی خوب سوال ہے کیا ہی خوب جواب۔حسن اور خدا کے حسن کی باتیں ہیں غور کیجئے آپ دیکھیں گے کہ طرابلس میں اطلاوی مظالم نے اخوت اسلامی کی رگوں میں ہمدردی کی لہریں دوڑائی ہیں اور اس پر ایک اسلامی دِل کے سوز نے چمنستانِ شاعری میں کیا ہی خوب گل کھلائے ہیں:

گراں جو مجھ پہ یہ ہنگامۂ زمانہ ہوا
جہاں سے باندھ کے رختِ سفر روانہ ہوا

کہا گیا ہے کہ کلامِ اقبال میں غالبیت کا عنصر غالب ہے۔اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ فلسفے اور صوفیانہ انداز نے کلام کو قدرتاً دقیق کر دیا ہے۔اقبال کو خود بھی اس کا احساس ہے۔۱۹۰۲ء میں دو نظمیں "شمع" اور "ایک آرزو" رسالہ مخزن میں شائع ہوئیں تھیں اس وقت مخزن کے فاضل ایڈیٹر نے اِن کے ساتھ ایک قیمتی نوٹ تحریر کر دیا تھا جو نقل کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین خود اندازہ کر لیں۔

کلامِ اقبال اور مخزن میں تو مقبول ثابت ہو چکا ہے مگر حسنِ اتفاق سے ہمیں ان کی دو ایسی نظمیں دستیاب ہوئی ہیں جو الفاظ، طرزِ ادا، بندش میں ایک دوسرے سے بالکل الگ ہیں۔ایک تو فارسی الفاظ سے لدی ہوئی، تو ائی اضافات کا بوجھ سر پر اٹھائے۔غالب مرحوم کے انداز کا نمونہ، آہستگی اور وتار سے ملتی ہے اور دوسری سبک روی میں برق، سادہ الفاظ کا جامہ پہنے، افسانوں کے زیور سے خالی، اپنی سادگی پر ناز کرتی ہوئی دل میں بیٹھی جاتی ہے۔

"خضرِ راہ" بھی مضمون پیچیدہ ہے۔"چاند اور تارے" زندگی کی حقیقت پر ایک دوسرے سے گفتگو کر رہے ہیں۔ ہمارا حقیقت ترجمان شاعر سن رہا ہے اور ہمیں اس سے آشنا کرنا چاہتا ہے زندگی کی حقیقت ایک اہم مسلم ہے اور ہر اک فرد بشر کے لیے اس کا سمجھنا ضروری ہے شاعر بھی یہی چاہتا ہے اور اسی لیے عام فہم زبان

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

میں راز کی بات کہہ ری:

کام اپنا ہے صبح شام چلنا
چلنا چلنا مدام چلنا
چلنے والے نکل گئے ہیں
جو ٹھہرے ذرا کچل گئے ہیں(5)

اقبال کی شاعری ہی شوکتِ بیان ہے۔ زورِ کلام بھی! اقبال کے تخیل کی پرواز عرش بریں تک ہے۔ مضامین بلند ہیں۔ الفاظ کی تراکیب چست ہیں۔ باتیں دل میں بیٹھنے والی ہیں۔ دل سے نکلتی ہیں:

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے(6)

علامہ صاحب بیان کی تمکنت سے وہ اثرات پیدا کرتے ہیں کہ سننے والا ان کے ساحرانہ انداز سے مسحور ہو کر ممکنات زندگی کے جذبات دلوں میں موجزن پاتا ہے اور شاعر کی ترنم ریزیوں کے جادو سے متاثر ہو کر اپنے آپ کو اس کا ہم آہنگ پاتا ہے۔

آشنا اپنی حقیقت سے ہو اے دہقاں ذرا
دانہ تُو ، کھیتی بھی تو ، باراں بھی تو ، حاصل بھی تو(7)

علو خیالی اور بلند پروازی دیکھنی ہو تو "طلوع اسلام" میں دیکھیے:

خدائے لم یزل کا دستِ قدرت تو زباں تو ہے(8)

اقبال کے کلام میں جابجا سوز و گداز کی آہیں اور درد کے نالے سنائی دیتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ اس کے درد میں حالی کی کسک نہیں۔ اس کے نالے بلبل ہند کے دل گداز اثرات پیدا نہیں کرتے۔ اس کے سوز میں بھی اک شان ہے۔ اس کے نالوں میں بھی اک شوکت ہے:

جن کے ہنگاموں سے تھے آباد دیار نے کبھی
شہر اُن کے ہٹ گئے آبادیاں بن ہو گئیں(9)

اس کی آہیں فضا میں تیرگی نہیں پھیلاتیں بلکہ منہ سے شرارے نکالتی ہیں۔ اس کے نالے دلوں کو گداز کر کے بٹھا نہیں رہے بلکہ جوش میں لا کر ابھارتے ہیں:

گفت رومی پر بنائے کہنہ کا باراں کنند
می ندانی اول آں بنیاد را ویراں کنند(10)

رومی کا حوالہ صاف بتا رہا ہے کہ اقبال کے سوز میں افسردگی نہیں۔ وہ ہر باری میں نئی آبادی کی رونق پاتا ہے۔ وہ جل کر راکھ ہونے کو تار نہیں اس کی ابراہیمی غیر آگ بھی گل و گلزار دیکھتی ہے۔

کلام اقبال تشبیہات سے مذین اور طرب انداز استعاروں سے مملو زندگی اور موت کی تصویریں، کیسی دل بھانے والی اور لطیف ہیں:

زندگی انسان کی ہے مانند مرغ خوش نوا
شاخ پر بیٹھا کوئی دم چہچہایا اُڑ گیا
آہ! کیا آئے ریاض دہر میں ہم کیا گئے
زندگی کی شاخ سے چھوٹے کھلے مرجھا گئے(11)

(الف) مسلم کی حیاتِ ملی کا نقشہ ملاحظہ فرمایئے:

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

آہ مسلم بھی زمانے سے یونہی رخصت ہوا
آسماں سے ابر آزادی الٹا برت گیا(12)

(ب)بلبل کی بھڑکتی ہوئی تصویر کس قدر پیاری ہے:

عشق کے ہنگاموں کی اڑتی ہوئی تصویریں
خامۂ قدرت کی کیسی شوخ یہ تحریریں(13)

(ج)آجکل مسلمانوں کا ساز اور ان کی سریں بھی سننے کے قابل ہیں:

کشتی ساز معمور نوا ہائے کلیسائی

(ہ)نمود صبح میں عالم مشہود سے نجم سحر کی روانگی عجب انداز سے دکھائی گئی ہے:

ہے رواں نجم جیسے عبادت خانے سے
سب سے پیچھے جائے کوئی عابد شب زندہ دار(14)

جذبات کا جوش وخروش دل سے زباں پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ الفاظ ساحرانہ ہم آہنگی سے گوش ہوش پر مسلط ہو جاتے ہیں۔ حیرت اور استعجاب آنکھیں کھول کھول کر دیکھتے ہیں اور سننے والا مدہوش ہو جاتا ہے۔ مگر اقبال کا جوش دیکھنے کے قابل ہے:

ہویدا آج اپنے زخم پنہاں کر کے چھوڑوں گا
لہو رو رو کے محفل کو گلستاں کر کے چھوڑوں گا
جلانا ہے مجھے ہر شمع دل کو سوز پنہاں سے
تیری ظلمت میں ہیں روشن چراغ کر کے چھوڑوں گا
مگر غنچوں کی صورت میں ہوں دل درد آشنا پیدا
چمن میں مشتِ خاک اپنی پریشاں کر کے چھوڑوں گا(15)

والدہ محترمہ کی تصویر کا اعجاز اور اقبال کا جوش ملاحظہ ہو:

حیرتی ہوں میں تیری تصویر کے اعجاز کا
رخ بدل ڈالا ہے جس نے وقت کی پرواز کا
رفتہ و حاضر کو گویا پاپا اس نے کیا
عہد طفلی سے مجھے پھر آشنا اس نے کیا

جب تیرے دامن میں پلتی تھی وہ جان ناتواں
بات سے اچھی طرح محرم نہ تھی جس کی زباں
اور اب چرچے ہیں جس کی شوخی گفتار کے
بے بہا موتی ہیں جس کی چشم گو ہر بار کے(17)

علامہ اقبال کے کلام میں طرفگی، ندرت وجدت ہے۔ فلسفے کی پیچیدہ گتھیاں سلجھانے کے لیے انوکھی طرزیں نکالتا ہے:

زندگانی کی حقیقت کوہکن کے دل سے پوچھ
جوئے شیر و تیشہ رسنگ گراں ہے زندگی(18)

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اور:

بندگی میں گھٹ کے رہ جاتی ہے اِک جوئے کم آب
اور آزادی میں بحر بیکراں ہے زندگی[19]

تصوف کے مسائل کو کیا جدت سے ظاہر کیا ہے علامہ اقبال نے:

کمال وحدت عیاں ہے ایسا کہ نوک نشتر سے تو جو چھیڑے
یقین ہے مجھ کو گرے رگ گُل سے قطرہ انساں کے لہو کا[20]

اقبال نے انجمن حیات اسلام کے سلانہ جلسوں میں مخصوص انداز سے نظمیں پڑھی ہیں۔ کوئی ان کی نغمہ سرائی کا شوق رکھتا ہے۔ ان کا کلام اب طالب علموں نے یوں تیار کیا ہے اصل نقل میں تمیز مشکل نظر آتی ہے۔ اِسی بناء پر اقبال نے کہا تھا:

اُڑائی قمریوں نے طوطیوں نے عندلیبوں نے
چمن والوں نے مل کر لوٹ لی طرزِ فغاں میری

اقبال اپنی سحر کاری کے لیے موزوں زمین انتخاب کرتا ہے اور مناسب الفاظ پر تراکیب سے کلام میں موسیقیت پیدا کرتا ہے:

میں نوائے سوفتۃ درگلو تو پریدہ رنگ رمیدہ بو
میں حکایتِ غم آرزو تو حدیثِ ماتم دلبری

اقبال کے ہاں الفاظ کی خیال سے ہم آہنگی کسی تعریف سے بالاتر:

اے رہینِ خانہ تونے وہ سماں دیکھا نہیں
گونجتی ہے جب فضائے دشت میں بانگ رحیل[21]

اقبا کے ہاں شامِ غم بھی صبح عہد کی خبر دیتی ہے۔ دنیا امید کے سہارے پر قائم ہے۔ زبانِ مقدس سے:

"لا تقنطو من الرحمة الله"

"اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں"

اقبال کو ظلمتِ شب میں بھی امید کی کرن نظر آتی ہے اور جب اقبال خدا عزوجل کے سامنے قوم کے شکایات کے دفتر کھول دیتا ہے تو ایسے عالم میں بھی امید کی جھلک سے اقبال ناآشنا نہیں اور امید بھی ایسی نہیں جو محض خواہشات کے درجے سے آگے نہ بڑھی ہو بلکہ فرحت افزا امید جس میں وثوق کی پختگی نمایاں ہو:

آسماں ہو گا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائیگی[22]

شب گریزاں ہو گی آخر جلوہ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمہ توحید سے[23]

ہمارا شاعر توستاروں کی تنگ تابی ہی صبح روشن کی آمد دیکھتا ہے اور طلاطم ہائے دریا میں گوہر کی سیرابی پاتا ہے۔ وہ ہمیں کس لطافت سے سمجھائے جا رہے ہیں کہ یار لوگ اپنے اغراض کے لیے ہم کو محبت سے ملتے ہیں۔ عزت کی جگہ دیتے ہیں سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ ہم اس پر خوش ہیں اور محسوس نہیں کرتے کہ ہم بیوقوف بنائے جا رہے ہین۔ ہمیں اپنے نشیمن سے، باغ و بہار کے نشیمن سے، خود غرضی کے دست تطاول نے الگ کیا ہے۔ اپنی مجلسیں سجائی ہیں اپنی رونقیں بڑھائی ہیں اور ہم اترا رہے ہیں کہ ہماری عزت افزائی ہو رہی ہے کاش انسان سمجھے ایسی خدمت گذاریاں۔ ایسی دل نوازیاں اس کی نورداری کے سنائی ہیں۔

اقبال کا کتنا دل نشیں انداز سے

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کتنا دل فریب
دل ستائش
دلربا
اور دلکش انداز سے
سمجھنے اور سمجھانے کا

خاک میں تجھ کو مقدر نے ملایا ہے
تو عصا افتار سے پیدا مثالِ دانہ کر(26)

اقبال علو ہمتی کا درس / سبق بالشان انداز میں دے رہا ہے اور دانے کی مثال سے مسکنت اور زبونی حالاتِ زندگی میں بھی خاک نشینی کی پستی سے ابھرنے اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جانے کی تشویش دلاتا ہے۔ دانے کو خاک میں ملا دیا جاتا ہے مگر وہ دنیا نہیں بلکہ پنتیا ہے بڑھتے بڑھتے قدِ آدم کھڑا ہو جاتا ہے اور اس سے سینکڑوں دانے پیدا ہوئے ہیں:

یہی گندم کا دانہ ہم کو عاجزی کا بھی درس دے رہا ہے:

مٹادے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہیے
کہ دانہ خاک میں مِل کر گل و گلزار بنتا ہے

دہر میں عیش و رام آئین کی پابندی سے ہے
موج کو آزادیاں شامانِ شیون ہو گئیں(27)

دریا میں موج کے شور و شیون نے فکر شاعر کے لیے سیاسیات کا اک مدرسہ کھول دیا ہے وہ دیکھتا ہے کہ موج اپنی ندی کے مقررہ راستوں سے غیر مطمن ہو کر آزادی کی لہروں پر اچھلتی کودتی ہے اور آخر آزادی کی اس تگ ودریں پتھروں سے سر ٹکراتی ہے اور پھر نابر ابر زین کے تصادم سے زخم خوردہ ہو کر شور و شیوں کرنے لگ جاتی ہے۔ شاعر کی نگاہ ہی آزادی کی ایسی چالیں وبال جان نظر آئیں۔ مقررہ استعمال سے سرکشی خطرناک دکھائی دی اور دنیا میں رہنے کے لیے آئین کی پابندی بہر حال ضروری معلوم ہوئی مشاہداتِ قدرت نے ای ک زریں اصول کا بنا دیا کہ:

دہر میں عیش دوام آئین کی پابندی سے ہے
موج کو آزادیاں سامان شِون ہو گئیں(27)

اقبال مناظر قدرت اور مادی دنیا سے اخلاقیات، معاشرت اور سیاسیات کے زریں اصول اخذ کرتا ہے اور مسائل فلسفہ کے لیے ایسے نکات کا استدلال کرتا ہے جن سے عقل حیران رہ جاتی ہے۔ مضمون آفرینیاں دل فریب اور حیرت انگیز ہیں۔

اقبال جمعیت اور ربط ملت کا قائل ہے اس کی نظمیں بھی اسی اصول پر مصر ہیں مناظرِ قدرت ہی اس اصول کی حیات میں زبردست دلیلیں ہی قطرے کی زندگی:

زندگی قطرے کی سکھلاتی ہے اسرارِ حیات
یہ کبھی گوہر، کبھی شبنم، کبھی آنسو ہوا(28)

کہیں سامانِ مسرت کہیں ساز غم ہے
کہیں گوہر ہے کہیں اشک کہیں شبنم ہے(30)

شبنم ک بے تندوری آنسو کی رنج واندوہ کی زندگی اور موتی کی قدر و منزلت زندگی کے مختلف مدارج کا پتا دیتی ہیں:

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

جمیعت میں لازوال برکتیں ہیں

قوم کی رہنمائی کے لیے علامہ صاحب نے کس قدر دلفریب اور دلکش انداز اپناتا ہے۔

اقبال کا کلام سادہ زندگی اور ذوقِ عمل کی ترغیب / تحریک دیتا ہے مظاہر فطرت سے سادہ زندگی اور ذوق عمل کی تلقین انساں کے ہاں کس رش اسلوبی ہے:

رہزن ہمت ہوا ذوق تن آسانی تیرا
بحر تھا صحرا میں تو گلشن میں آیا جو ہوا(31)

صحرا، سادہ، جفاکشی کا میدان ہے اور ایسی زندگی میں ہی بحر کی آزادیاں اور قوت عمل حاصل ہو سکتی ہیں۔

خیالات، جذبات اور کیفیات کا ادا کرنا مشکل امر ہے لیکن اقبال کا تخیل اس میں بھی مشتاق ہے۔ عقل و عشق کی تصویریں کھینچتی ہیں اور صورت گری کی داروی ہے۔ حسنِ ادارہ جواب ہے:

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی(32)

عشق فرمودۂ قاصد سے سبک گام عمل
عقل سمجھی ہی نہیں معنئ پیغام ابھی(33)

شاعری مصوری ہے۔ جذبات و کیفیات کی تصویریں جو اقبال کی جادو قلم صناعی نے کھینچی ہیں آپ نے دیکھی ہیں لیکن اِس کی قوتِ متخیلہ جذبات و خیالات کی تصویریں ایک اور پیرائے میں بھی حسن و لطافت کے رنگ میں زیب قرطاس کرتی ہیں۔ جیتی جاگتی تصویریں جو ہمارے سامنے چلتی پھرتی ہیں، بولتی ہیں۔ نگاہِ شوق انہیں دیکھتی ہے اور ذوق کے کان سنتے ہیں۔ یہ تصویریں محض دل بہلانے کے لیے نہیں۔ شاعر اپنی کمال فنی سے اول اول ہمیں تصویر کے خط و خال کی سحر آفرینیوں پر معتون کر دیتا ہے انہی تصویروں کے مرقع میں سے "آفرینش محبت" ہے تصویر خیال بندی، حسنِ ادا، خوبی اور لطافت میں آپ ہی اپنی نظر ہے۔

مجموعی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اقبال کی شاعری فکری اور فنی عناصر کی وجہ سے منفرد شان کی حامل ہے۔

اقبال کی شاعری اہلِ فہم کی دماغی راحت اور دماغی لذت کے لیے ایک میوہ پُرمایہ ہے۔ ذوق، صحیح، دِل دردمند، طلاقت لسانی ان کا طرہ امتیاز ہے۔ ان کی شاعری نے مردہ قوم کی روح میں ایک جذبہ بیدار کیا ہے۔ ظاہری اور معنوی محاسن کے لحاظ سے اقبال کی شاعری کو بہت مقام حاصل ہے۔ اقبال براہمی عقیدت اور اسلامی اخوت کی جلوہ آرائیاں دیکھنے کا متمنی ہے اور اس کی شاعری کا یہی اصل اصول اور مدعا ہے۔ حسن و عشق کا دلربایانہ طرزِ بیان اور رنگ و آبِ شاعری کا دیدہ فریب انداز اس کے لیے مایہ ناز نہیں وہ حقیقت کو صورتِ ظاہری پر ترجیح دیتا ہے۔ ان کے الفاظ موزوں، ترکیبیں لطیف بندشیں دلاویز اور مضمون آفرینیاں اور سچ تو یہ ہے کہ کلام اقبال سے لوگ لطف اٹھا رہے ہیں مزے کسے رہتے ہیں اور انشا اللہ رہتی دنیا تک اقبال کا کلام پڑھا جاتا رہے گا۔

زبان میں طاقت نہیں کہ بیان کر سکے
اور قلم میں زور نہیں کہ لکھ سکے

سفارشات

۱۔ علامہ محمد اقبال کی شاعری کے فن کو "شعری روایتِ اقبال"، "طرزِ کلامِ اقبال"، "اسلوبِ اقبال"، "طریقِ اقبال" کے طور پر روشناس کرایا جائے۔ شعرا اور ادبا کے لیے اقبال کا فکر و فن ایک ادارہ کی حیثیت رکھتا ہے اسے بطور ادارہ اور مکتب رائج کیا جائے۔

۲۔ کلامِ اقبال کے فکری و فنی اہمیت کے پیشِ نظر ہر سطح پر یعنی افقی سطح سے عمودی مدارج تک کلامِ اقبال کو لازمی اقتباس کے طور پر پڑھایا جائے۔

۳۔ اقبال ہر ایک کے لیے "Iqbal for Everyone" کے آفاقی اور اجتماعی تصور کے طور پر کلام اقبال سے تخریج، تدوین، ترتیب اس انداز میں کی جائے کہ مختلف شعبہ جات کے افراد کے لیے الگ الگ مواد اخذ کیا جائے مثلاً اقبال کا تعلیمی تصور، اقبال کا ادبی تصور، اقبال کا سیاسی تصور، اقبال کا فکری و نظری تصور،

اقبال کا تصورِ معیشت وغیرہ۔

۴۔ کلامِ اقبال سے بھرپور استفادہ کے لیے "فرہنگِ اقبال" تیار کی جائے جس میں اقبال کے شعری کلام میں استعمال کیے گئے الفاظ و محاورات اور تلمیحات کے معانی درج ہوں۔

۵۔ سکول کی مارننگ اسمبلی سے لے کر قومی و صوبائی اسمبلی تک واعظین، مقررین، ماہرین، منتظمین کلامِ اقبال کو سامعین، حاضرین، ناظرین، قارئین تک حسبِ موقع پہنچاتے رہیں۔

حوالہ جات

1۔ اقبال، کلیاتِ اقبال (اُردو)، لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب، 1995ء، ص:۱۴
2۔ ایضاً، ص:130
3۔ ایضاً، ص:67
4۔ ایضاً، ص:86
5۔ ایضاً، ص:92
6۔ ایضاً، ص:155
7۔ ایضاً، ص:149
8۔ ایضاً، ص:212
9۔ ایضاً، ص:146
10۔ ایضاً، ص:208
11۔ ایضاً، ص:117
12۔ ایضاً، ص:118
13۔ ایضاً، ص:119
14۔ ایضاً، ص:120
15۔ ایضاً، ص:52
16۔ ایضاً، ص:177
17۔ ایضاً، ص:77
18۔ ایضاً، ص:203
19۔ ایضاً، ص:203
20۔ ایضاً، ص:107
21۔ ایضاً، ص:152
22۔ ایضاً، ص:151
23۔ ایضاً، ص:152
24۔ ایضاً، ص:195
25۔ ایضاً، ص:195

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

26۔ ایضاً،ص:149

27۔ ایضاً،ص:146

28۔ ایضاً،ص:146

29۔ ایضاً،ص:148

30۔ ایضاً،ص:90

31۔ ایضاً،ص:147

32۔ ایضاً،ص:220

33۔ ایضاً،ص:220

34۔ ایضاً،ص:296

35۔ ایضاً،ص:296

36۔ ایضاً،ص:115

37۔ ایضاً،ص:115

Books:

Arshad, W., Maqsood, A., Zaidi, S. S., Haroon, M., Qadir, U. M., Sultana, U., Arshad, S., Haq, M. I. U., & Sanaullah, S. (2024). Kalam-e-Iqbal: Current requirements and our priorities. Retrieved from https://www.researchgate.net/publication/384326267_Kalam_E_Iqbal_Current_Requirements_And_Our_Priorities

Iqbal, M. (1995). *Kulliyāt-e-Iqbal (Urdu)*. Lahore: Al-Faisal Publishers & Book Traders, p. 14.

Javed, J. I., Munawer, M., Ahsan, S., Ali, M. S., Qadir, M. H., Raheed, M., Mumtaz, S., & Arshad, W. (2023). Allama Iqbal and Maulana Abul Kalam Azad's thoughts and ideas about the existence and survival of the Islamic state: In the context of literary aspects. *PalArch's Journal of Archaeology of Egypt/Egyptology*, *20*(2), 1239-1250. Retrieved from https://www.researchgate.net/publication/384326781

ڈاکٹر منزہ منور, وسیم ارشد, and محمد اکرام الحق. "علامہ محمد اقبالؒ کا تصور خودی--- تجزیاتی مطالعہ." *Harf-o-Sukhan*, vol. 8, no. 2, 2024, pp. 144-150. https://www.harf-o-sukhan.com/index.php/Harf-o-sukhan/article/view/1319.

Attaullah, M., Ovaisi, M. A., & Arshad, W. (2023). Indirect Contributions of Neocolonial Era on Urdu Language. *Makhz (Research Journal)*, *4*(3)

Awaisi, M. A., Attaullah, M., & Arshad, W. (2023). Modern Urdu Fiction and Sufism: An Analytical Study. *Makhz (Research Journal)*, *4*(4)

Jawaid, A., Batool, M., Arshad, W., ul Haq, M. I., Kaur, P., & Sanaullah, S. (2025). AI AND ENGLISH LANGUAGE LEARNING OUTCOMES. *Contemporary Journal of Social Science Review*, *3*(1),

Jawaid, A., Khalil, A., Gohar, S., Kaur, P., Arshad, W., & Mukhtar, J. (2024). ENGLISH LANGUAGE LEARNING THEORIES AND DIGITAL TECHNOLOGIES OF 21ST CENTURY: A SYSTEMIC SCENARIO. *Journal of Applied Linguistics and TESOL (JALT)*, *7*(4)

Jawaid, A., Mukhtar, J., Mahnoor, D. P. K., Arshad, W., & ul Haq, M. I. (2025). ENGLISH LANGUAGE LEARNING OF CHALLENGING STUDENTS: A UNIVERSITY CASE. *Journal of Applied Linguistics and TESOL (JALT)*, *8*(1), 679-686.

Ovaisi, A., & Arshad, W. (2024). The Travalogue of Mahmood Nizami "NAZAR NAMA": Analytical Study. *Tahqeeq-o-Tajzia*, *2*(01)